امین احسن اصلاحی اور آٹھواں مضمون وارث میر کا ہے۔ یہ بھی وقیع مضامین ہیں۔

آخر میں مصنف کا اپنا مضمون بھی ہے جس میں پرویز صاحب اور ان کے مجلّہ ''طلوعِ اسلام'' کے سیاسی کردار کا ذکر ہے۔ دیگر حقائق کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پرویز نے پاکستان کے سابق گورنر جنرل غلام محمد کی حکومت کو عنوان بدل بدل کر سراہا ہے جس کا برا کردار تاریخ میں مشہور و معروف ہے۔ اسی طرح پرویز نے سابق صدر فیلڈ مارشل ایوب خان کی گیارہ سالہ آمریت کی تعریف کی ہے' جبکہ اس دور میں بنگلہ دیش کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔ کتاب مستند حقائق پر مبنی ہے اور پرویز کی علمی فکری کجی کو نمایاں کرتی ہے۔

(تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)

(۲)

نام کتاب : صالح اور مصلح

مصنف : ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

ضخامت: 635 صفحات' مجلّد قیمت:600 روپے

ملنے کے پتے: (۱) مکتبہ اسلامیہ' ہادیہ حلیمہ سینٹر' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور۔ 37244973 (042)

(۲) مجلس تحقیق اسلامی' J-99 ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 35839404 (042)

مسلمان کا مقصدِ زندگی بندگی رب ہے۔ اور صحیح معنوں میں رب کا بندہ بننے کے لیے جتنا صالح ہونا ضروری ہے اتنا ہی مصلح (اپنے دائرہ اختیار میں) ہونا ضروری ہے۔ اب یہ صالح کون ہے اور مصلح کون؟ اس حوالے سے ہمارے یہاں افراط و تفریط اور متضاد آراء ملتی ہیں' اور کئی بار خلط مبحث بھی ہو جاتا ہے۔ عملی دنیا میں بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم صالح بنتے بنتے مصلح ہونا چھوڑ دیتے ہیں' اور مصلح بنتے بنتے صالح ہونا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی ''صالح اور مصلح'' جیسے اچھوتے اور انتہائی اہمیت کے حامل موضوع کو ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے اپنی کتاب کے لیے منتخب کیا ہے۔ مصنف کتاب ڈاکٹر حافظ محمد زبیر کامساٹس انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ آپ شعبہ تحقیق اسلامی قرآن اکیڈمی لاہور اور مجلس تحقیق اسلامی لاہور کے ریسرچ فیلو بھی ہیں۔ موصوف ''محدث فورم'' انٹرنیٹ پر ابوالحسن علوی کے نام سے بھی لکھتے رہے ہیں۔ مصنف کے قلم سے اب تک متعدد کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں اور قارئین سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب منہجاً سلفی اور تنظیماً ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی برپا کردہ تحریک تنظیم اسلامی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب مختلف مسالک' تنظیموں' جماعتوں اور اداروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا اندازِ تحقیق بہت ہی معتدل اور متوازن ہے۔ اس انداز کی چھاپ ''صالح اور مصلح'' کتاب میں جا بجا نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی جملہ تحریروں سے ان کے ''سلفی' صوفی' تحریکی اور تحقیقی'' ہونے

کا خاصا امتزاج نظر آتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں قرآن کریم اور سلف صالحین کے منہج پر تزکیۂ نفس اور اصلاح احوال کا پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے' جن کی ترتیب یوں ہے: (۱) اصلاحِ نفس (۲) اصلاحِ احوال (۳) اصلاحِ عبادات (۴) اصلاحِ خاندان (۵) اصلاحِ معاشرہ (۶) اصلاحِ مسلک وتحریک (۷) اصلاحِ میڈیا وسوشل میڈیا (۸) اصلاحِ تصوف (۹) اصلاحِ علماء (۱۰) تزکیہ اور تصوف (۱۱) اخلاق ورزائل۔

پوری کتاب میں ذیلی عنوانات کی صورت میں علم وحکمت کے موتی پروئے ہوئے ہیں' جن میں سے چند ایک بہت ہی جاندار اور شاندار topics ہیں اور اللہ کے بندے کو صالح اور مصلح بننے کے لیے نشانِ راہ ہیں۔

اختلافات اور مختلف جماعتوں سے تعلق کے حوالے سے موصوف ایک جگہ لکھتے ہیں: ''اب اسی پر غور کر لیں کہ ہمیں دوسروں سے ملاقات کے وقت ہمیشہ اختلافات یاد رہتے ہیں' لہٰذا بات بات پر اپنے اختلافات کو بیان کرنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ غور نہیں کرتے کہ ہم میں اور دوسروں میں کتنی باتیں مشترک اور متفق علیہ ہیں۔ میں تو اکثر اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ ہمیں تبلیغی جماعت سے اختلاف سہی لیکن ان کی اس بات سے تو اتفاق ہے کہ وہ محلے میں گشت کر کے لوگوں کو مسجد میں نماز کے لیے لاتے ہیں' لہٰذا ہمیں ان سے اس نیکی میں تعاون کرنا چاہیے۔ ہمیں جماعت اسلامی سے بہت اختلاف سہی لیکن اس بات سے تو اتفاق ہے کہ اسمبلی میں دینی ذہن رکھنے والوں کی بھی نمائندگی ہونی چاہیے۔ تبلیغی جماعت والوں کو تنظیم اسلامی کے طریق کار سے اختلاف سہی لیکن ان کی اس بات سے اتفاق تو ہوگا کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ تو ان سے اس بات میں تعاون کریں۔ مدارس کے علماء کو ڈاکٹر ذاکر نائیک' ڈاکٹر فرحت ہاشمی' ڈاکٹر اسرار احمد اور مولانا طارق جمیل وغیرہ جیسے مبلغین سے سینکڑوں فقہی اختلاف سہی' لیکن ان کی اس بات سے تو اتفاق ہے کہ ان کی محنت کے نتیجے میں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد دین کی طرف راغب ہو رہی ہے اور ان کی زندگیاں تبدیل ہو رہی ہیں۔ لہٰذا اس کی تحسین کریں۔''

''تجدیدِ تصوف اور مولانا اشرف علی تھانویؒ'' عنوان کے تحت ایک جگہ لکھتے ہیں: ''تصوف کے ہزار سالہ لٹریچر کے مطالعہ کے بعد جب کوئی شخص مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ان تحریروں کا مطالعہ کرتا ہے جو تصوف کی اصلاح میں لکھی گئی ہیں تو فکر صالح اور مصلح اور قلم راسخ ہو تو بلاشبہ اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے کہ اگر تصوف کے ادارے کو دو چار اور حکیم الامت مل جاتے تو یہ تصوف خیر القرون کے نہج پر استوار ہو جاتا' لیکن افسوس کہ ان کے خلفاء میں سے کسی میں وہ شجاعت نہیں ہے کہ وہ ان کی اصلاحِ تصوف کی تحریک کو دو چار قدم ہی آگے لے جائے۔''

''کرامت اور عقیدت'' کے عنوان کے تحت ایک اور جگہ موصوف کا یہ تجزیہ بھی منفرد ہے: ''امر واقعہ یہ ہے کہ حکایاتِ اولیاء کے نام سے جس قدر دیومالائی کرامات تصوف کی کتابوں میں نقل ہوگئی ہیں' انبیاء کے معجزات ان کے سامنے حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کرامات دراصل پیروں کی نہیں بلکہ مریدوں کی ہیں کہ انہوں نے اپنے

پیر کی زندگی میں ہی اس کے نام سے وہ باتیں عام کر دیں کہ خود پیر صاحب بھی ان کا انکار کرنا چاہیں گے تو لوگ یقین نہ کریں گے...... اس کا تعلق انسان کی نفسیات سے بھی ہے۔ انسان جس سے متاثر ہونا چاہتا ہے اسے مافوق الفطرت انسان (superman) کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ مغرب کی فلم انڈسٹری بھی اسی انسانی کمزوری کی بنیاد پر سپر مین‘ سپائیڈر مین‘ بیٹ مین‘ آئرن مین‘ اور معلوم نہیں کیسے کیسے مافوق الفطرت کرداروں کے ذریعے بلین ڈالرز کا کاروبار کر رہی ہے۔‘‘

مختلف زاویوں سے چیزوں کو دیکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے یورپ میں پردے کو بین (ban) کرنے کے مسئلے پر ایک دوست کے استفسار پر یوں تبصرہ فرمایا ہے: ’’اسی طرح ایک دوست نے کہا بعض یورپی حکومتوں کو کیا آفت آپڑی ہے کہ نقاب کو عوامی مقامات پر ban کرنے کے لیے قانون سازی کر رہی ہیں‘ حالانکہ ان کا یہ رویہ ان کے ملکی آئین میں فرد کی آزادی کے بارے میں موجود تصورات سے بھی متصادم ہے؟ میں نے کہا کہ نقاب محض ایک مذہبی مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک اعلانِ جنگ ہے جو ہر نقاب پہننے والی خاتون ۲۷۰ ملین ڈالر کی بیوٹی انڈسٹری کے خلاف کرتی ہے‘ کہ اتنی بڑی انڈسٹری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ ملٹی نیشنل کمپنیوں اور کیپٹل ازم کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ لہٰذا مغربی اقوام اس کے خلاف قانون سازی کی خواہاں ہیں۔‘‘

پوری کتاب اتنی دلچسپ اور عمل پر ابھارنے والی ہے کہ قاری اس کا تیزی سے مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر مصنف کتاب کے مطالعہ کا طریق کار خود بتلاتے ہیں: ’’اس کتاب سے صحیح معنوں میں تربیتی فائدہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ آپ اسے ایک نشست میں ختم کرنے کے بجائے اس کے دو چار صفات کے مطالعہ کو روزانہ کا معمول بنائیں۔ اور پھر صفحات میں موجود حکمت کی باتوں کو اپنے عمل کا حصہ بنانے کے لیے کچھ دن کا مجاہدہ کریں۔‘‘

کتاب کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اسلامی جمعیت طلبہ (مقبوضہ) جموں وکشمیر نے اسے مصنف کی اجازت سے اعلیٰ معیار اور بڑے پیمانے پر شائع کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اور تربیتی نقطہ نظر کو دیکھتے ہوئے اس کتاب کو رواں میقات کے لیے اپنے ارکان ورفقاء کے تربیتی نصاب میں بھی شامل رکھا ہے۔

کتاب ’’صالح اور مصلح‘‘ مختلف مکاتب فکر‘ مسالک‘ اداروں اور تنظیموں کے وابستگان کے لیے تربیت کا توشہ ہے...... اور ہاں ان کے لیے بھی جو ’’کسی کے ساتھ نہیں‘‘ ہیں اور ان کے لیے بھی جو ’’سب کے ساتھ‘‘ ہیں۔ کتاب میں درج احادیث کی صحت وضعف میں علامہ البانیؒ کے حکم پر اعتماد کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہر اس فرد کے لیے مفید ہے جو اللہ کا ’بندہ‘ بننا چاہتا ہے‘ اور اس شخص کے لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں جو ’بزرگ‘ بننا چاہتا ہے۔ امید قوی ہے کہ کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا اور اپنی تربیت کا سامان کیا جائے گا‘ اس حق کے ساتھ کہ مصنف کی ہر ایک بات سے اتفاق لازم نہیں۔

(تبصرہ نگار: فیصل اقبال‘ سابق ناظم اعلیٰ اسلامی جمعیت طلبہ‘ جموں وکشمیر)

❁❁❁